IMPACT FACTOR
5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN
2455-4375

اکیسویں صدی میں اردو زبان فروغ وامکان

آج ہم اکیسویں صدی میں سانس لے رہے ہیں جو بلاشبہ سائنس اور ٹکنالوجی کی صدی ہے۔ پوری دنیا اسمارٹ فون، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی دیوانی ہے۔ سائنس کے ان حیرت انگیز ایجادات نے نہ صرف سبھی کو متحیر کر دیا ہے بلکہ ایک جگہ یکجا کر دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم انٹرنیٹ کے ایک کلک کے ذریعہ سارے عالم کی معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ اس صدی نے ابھی صرف دو دہائی کا ہی سفر طے کیا ہے۔ لیکن کئی وجوہات کی بنا پر اس قلیل عرصے ہی میں اس صدی نے ہمیں کافی متاثر کیا ہے۔ اس صدی نے جہاں ایک جانب حیرت انگیز انکشافات کے ذریعہ لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا وہیں دوسری جانب کرونا جیسی وبا نے یہ ثابت کر دیا کہ انسان جتنی بھی چاہے ترقی کر لے لیکن قدرت کے سامنے آج بھی وہ مجبور ولاچار ہے۔

اکیسویں صدی اور کرونا وائرس نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ انسان کی سماجی، تہذیبی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی زندگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ جب دنیا کی ہر شئے ان چیزوں سے متاثر ہو رہی ہے تو پھر زبان وادب تو سماج کا آئینہ ہے۔ اور ادیب سب سے زیادہ حساس طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔ پھر ان ہونے والی تبدیلیوں سے کوئی ادب یا ادیب متاثر ہوئے بغیر کس طرح رہ سکتا ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سماج میں ہونے والی تبدیلیوں کا اثر ادب اور ادیب براہ راست قبول کرتے ہیں۔ اور جب پورا سماج ہی مختلف مسائل سے نبرد آزما ہو تو پھر کسی زبان وادب کا ان حالات سے متاثر ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ اور اردو زبان کی پیدائش بھی تو سماجی ضرورتوں کے تحت ہوئی ہے۔

اردو صرف ایک زبان ہی نہیں بلکہ ایک تہذیب کا نام ہے۔ ہر زبان کا کسی نہ کسی تہذیب سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملے میں ہماری پیاری زبان اردو کا معاملہ بالکل ہی جدا ہے۔ کیوں کہ اردو زبان کا ذکر خیر آتے ہی اسے ہم زبان کی بجائے تہذیب کا درجہ دیتے ہیں۔ میرے خیال سے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر زبان کا تعلق کسی ایک خاص علاقے سے ہوتا ہے۔ اور وہ زبان اس علاقے کی تہذیبی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کی سب سے بہترین مثال ہمارا ملک بھارت ہے۔ اس ملک کے مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں اور وہ زبان اس علاقے کی تہذیبی نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔ لیکن اردو نہ صرف برصغیر بلکہ دیگر ممالک میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ لہٰذا اردو کسی ایک تہذیب کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ یہ مختلف تہذیبوں کا مجموعہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی اردو کا ذکر ہوتا ہے تو زبان اور تہذیب کا فرق ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ کیوں کہ اردو اب کسی ایک علاقے کی زبان نہیں بلکہ عالمی زبان بن چکی ہے۔ زبان کا تعلق کسی بھی مذہب سے نہیں ہوتا ہے اور اردو کی یہ بڑی خوبی ہے کہ یہ نہ صرف سیکولر مزاج رکھتی ہے بلکہ ہر رنگ میں ڈھل جانے کے ہنر سے بھی واقف ہے۔ اس لیے جہاں اکیسویں صدی میں کئی زبانیں اپنا وجود بچانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں وہیں اردو زبان نہ صرف ترقی یافتہ زبانوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا رہی ہے بلکہ عالمی سطح پر اپنا حلقہ مزید وسیع کر رہی ہے۔ اور اس کی مثال اردو کی نئی بستیوں کا وجود میں آنا ہے۔

IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)
UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)
ISSN 2455-4375

تقسیم ہند کا اثر ہر چیز پر ہوا لیکن اس سے سب سے زیادہ متاثر اردو زبان ہوئی۔ جہاں اسے پڑوسی ملک میں قومی زبان کا درجہ حاصل ہوا وہیں اسے اپنے ملک میں صرف ایک ووٹ کی وجہ سے قومی زبان کے درجہ سے محروم ہونا پڑا۔ آزادی سے قبل تک جس زبان کو رابطے کی زبان کی حیثیت حاصل تھی اسے تعصب کا شکار ہونا پڑا۔ آزادی کے بعد جو سہ لسانی فارمولا اپنایا گیا اس کے مطابق ہر صوبائی زبان کو اپنے صوبوں میں صوبائی زبان کا درجہ ملا۔ لیکن افسوس کہ اردو جو کہ نہ صرف پورے ملک میں بولی اور سمجھی جا رہی تھی بلکہ پورے ملک میں رابطے کی زبان بھی یہی تھی اسے کسی بھی صوبے کی زبان کا درجہ نہیں ملا۔ اس زبان کے ساتھ اس قدر تعصبانہ رویہ اپنایا گیا کہ اس زبان کو ایک خاص مذہب اور فرقے سے جوڑ دیا گیا۔

اکیسویں صدی سائنس اور ٹیکنالوجی کی صدی ہے۔ اس صدی میں اسی زبان کا وجود باقی رہے گا جو خود کو مکمل طور پر انفارمیشن اور ٹیکنالوجی سے لیس کرے گی۔ وقت اور حالات کے مطابق اردو زبان کو بھی خود کو مکمل طور پر جدید ٹکنالوجی سے لیس کرنا ہوگا۔ مکمل طور پر نہ صحیح لیکن ضرورت کے مطابق ہمیں بھی اپنی زبان کو جدید ٹکنالوجی سے جوڑنا ناگزیر ہے۔ آج اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لیے مختلف ایپس، سائٹس، یوٹیوب چینل، یونی کوڈ کا استعمال بہ خوبی کیا جا رہا ہے۔ اردو کی کتابیں، اخبارات، رسائل، آن لائن پی۔ ڈی۔ ایف اور یونی کوڈ کی شکل میں آسانی سے دستیاب ہیں۔ کرونا سے سیاسی، معاشی، تعلیمی اور جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ لیکن اس وبا نے اردو کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کیوں کہ وہ اخبارات و رسائل، جو اس وبا سے قبل تک صرف آف لائن شائع ہوا کرتے تھے وہ بھی آن لائن شائع ہونے لگے۔ سیمینار کی جگہ ویبینار نے لے لی، لائیو پروگرام ہونے لگے، آن لائن کلاسس، میٹنگیں، ادبی نشستیں بھی آن لائن ہونے لگیں۔ وہ اردو داں حضرات جو اب تک خود کو ٹیکنالوجی سے محفوظ کیے ہوئے تھے ان لوگوں نے بھی نہ صرف اسے سیکھا بلکہ آج بخوبی اس کا استعمال کر رہے ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو کو فروغ دینے کے لیے سب سے پہلے ہمیں خود اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ اردو کی بنیادی تعلیم کو عام اور مظبوط کرنا ہوگا۔ بچوں کے لیے اسکول، مکتب، مدرسہ اور گھروں میں اردو زبان کی تعلیم کے لیے معقول انتظامات کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لیے ایسے اسکول کا انتخاب کریں جہاں اردو کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہو۔ اگر کسی وجہ سے ایسے اسکول نہیں ملتے ہیں تو ہمیں اپنے گھروں میں اردو زبان کی تعلیم کے لیے معقول انتظام کرنے ضرور کرنا چاہیے تاکہ ہماری اولادیں اپنی تہذیب سے نابلد نہ رہ جائیں۔

ہر زبان کی شناخت اس کا رسم الخط ہے۔ اگر کسی زبان کو مکمل طور پر ختم کرنا ہو تو آپ کو زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں صرف اس کا رسم الخط تبدیل کر دیجیے وہ زبان اپنی موت آپ مر جائے گی۔ ترکی زبان کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس لیے اردو زبان کے فروغ کے لیے ضروی ہے کہ اس کے رسم الخط کو نہ صرف عام کیا جائے بلکہ نئی نسل میں منتقل کیا جائے۔ کیوں کہ اردو روز بروز صرف سننے کی زبان بنتی

IMPACT FACTOR
5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN
2455-4375

جارہی ہے۔ اس کا دائرہ کار محدود ہوتا جارہا ہے۔ آج ہمارے گھروں میں اردو صرف بول چال کی زبان بنتی جارہی ہے۔ ہماری نئی نسلیں اردو اور ہندی کے فرق سے بھی نابلد ہیں۔ وہ اردو میں بات کرتے ہیں اور اسے ہندی کا نام دیتے ہیں۔ آج تمام تر سہولتیں میسر ہونے کے باوجود آج ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو واٹس ایپ، فیس بک، ٹیلیگرام یا دیگر سوشل سائٹس یا ایپس پر اردو رسم الخط کا استعمال کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اردو رسم الخط کا استعمال کرنے والے لوگوں کی تعدا بہت ہی کم ہے۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا اکثر لوگ اردو لکھنے کے لیے رومن رسم الخط کا استعمال کر رہے ہیں۔

اکیسویں صدی اردو زبان کے لیے اس معنوں میں بہتر ہے کہ دوسری زبان والوں کی طرح اردو والے بھی اپنی زبان کو بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس میں بہت حد تک کامیاب بھی ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اردو میں شعر و ادب کے ساتھ دوسرے علوم و فنون پر بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی زبان میں شعر و ادب کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دوسرے علوم جیسے سائنس، انفارمیشن ٹیکنالوجی، لسانیات، سماجیات، معاشیات، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، صحافت وغیرہ جیسے موضوعات پر اردو میں بہت ہی کم کتابیں دستیاب ہیں۔ اس لیے اردو والوں اور خاص طور پر اردو اداروں کو اس جانب خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے کے لیے بھی اردو زبان میں مواد کی دستیابی ضروری ہے۔۔

اکیسویں صدی میں اردو اخبارات و رسائل بھی کثیر تعداد میں شائع ہو رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کتنے اخبارات ہیں جو صحافت کے معیار پر کھڑے اترتے ہیں۔ اگر کچھ میں یہ خوبیاں پائی بھی جاتی ہیں تو ان کا تعلق کسی نہ کسی خاص نظریے سے ہوتا ہے۔ اور وہ اپنا بیشتر وقت اسی پروپگنڈے میں صرف کرتے نظر آتے ہیں۔ اکثر اردو اخباروں کی یہ حالت ہے کہ ان کی خبروں کی پیشکش کا انداز ایسا ہوتا ہے گویا وہ ایک خاص طبقے کا جذباتی استحصال کر رہے ہیں۔ بعض اردو اخبارات کی حالت ایسی ہے کہ سرکاری اشتہار کا وہ اردو ترجمہ کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ اور انہیں حکوت وقت سے اشتہار جس زبان میں ملتا ہے اسے میں شائع کر کے اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اردو اخبار کا سرکولیشن بھی بہت کم ہے کیوں کہ اردو والے اخبار خرید کر پڑھنے کی بجائے مفت کے اخبار کو فوقیت دیتے ہیں۔ اگر اردو رسائل کی بات کریں تو یہ بھی اچھی خاصی تعداد میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر ادبی اور مذہبی رسائل ہوتے ہیں۔ لیکن خریداروں کی کمی کی وجہ سے ان کا سرکولیشن بھی بہت کم ہے۔ دیگر موضوعات یا علوم پر اردو رسائل خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اس لیے ادبی اور مذہبی موضوعات کے علاوہ دیگر علوم اور موضوعات پر رسائل شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ بچے قومی اثاثہ ہوتے ہیں اس لیے ان کی ذہنی آبیاری کے لیے ادب اطفال پر بھی معیاری رسائل جاری کرنا وقت کی اہم ضرورتوں میں سے ایک ہے۔ ان سب باتوں سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ جو اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں نہ صرف ان کے قارئین کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جائے بلکہ ان کے خریداروں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ کرنے کی سعی کی جائے۔ اردو اخبارات اور رسائل کی دکانیں روز بروز بند ہوتی جارہی ہیں کیوں کہ ان کے خریدار ناپید ہوتے جارہے ہیں۔

اکیسویں صدی کا سب سے اہم مسئلہ روزگار کا ہے۔ کرونا جیسے وبائی مرض اور لاک ڈاؤن کے بعد روزگار کا مسئلہ مزید پیچیدگیاں اختیار کر چکا ہے۔ والدین کو ہمیشہ یہ بات ستاتی ہے کہ ہمارا بچہ اردو کی تعلیم حاصل کر کے کہیں ان بچوں سے پچھڑ نہ جائے جو دوسری زبانوں کے ذریعہ جدید تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور اس طرح سے کہیں ہمارے بچے اچھی ملازمت سے محروم نہ رہ جائیں۔ لیکن یہ صرف اردو والوں کی منفی سوچ اور احساس کم تری کا نتیجہ ہے۔ کیوں کہ اردو پڑھنے کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے کہ ہمارے بچے کوئی دوسری زبان یا مضمون نہیں پڑھیں۔ اردو پڑھنے والوں کے ساتھ یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت تین زبانیں پڑھتے ہیں۔ مادری زبان کے طور پر اردو زبان، دوسری زبان کے طور پر انگریزی زبان اور ساتھ میں ایک ریاستی زبان پڑھتے ہیں۔ اگر ہم تینوں زبانوں میں مہارت حاصل کر لیتے ہیں تو ترجمہ نگاری کے میدان میں تو ہمیں کامیاب ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ آج کے دور میں سرکاری اور غیر سرکاری ادروں، اسپتالوں میں ترجمہ نگار کی بہت ضرورت ہے۔ اردو زبان ہمیشہ روزگار حاصل کرنے میں معاون و مددگار ہوتی ہے۔ بڑے سے بڑا قومی امتحان، ریاستی امتحان میں اردو کا پرچہ بھی شامل رہتا ہے۔ جو ہمارے لیے نہ صرف امتحان میں کامیاب ہونے میں معاون ثابت ہوتے ہیں بلکہ ہمارے میرٹ کو بھی بہتر بناتے ہیں۔ ہمارے ملک کا سب سے بڑا امتحان انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (آئی۔ اے۔ ایس) ہے۔ اس امتحان کے تمام پرچے آپ اردو میں لکھ کر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے دھولیہ (مہاراشٹر) کے عاصم خاں کی مثال موجود ہے جس نے سول سروس کے امتحان کے تمام پرچے اردو میں لکھ کر ہی ایک آئی۔ اے۔ ایس۔ آفیسر بنا۔ ماہرین تعلیم کی تحقیق سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسری زبان میں تعلیم حاصل کرنے والے کہ مقابلے میں مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے والے زیادہ کامیاب و کامران ہیں۔ اس صدی میں اردو میں بھی روزگار کے مواقع بڑھتے جا رہے ہیں۔ نجی ادروں میں ریڈیو، ٹیلیویژن، اخبارات، رسائل، الکٹرانک میڈیا، اشاعتی اداروں، تعلیمی اداروں میں بھی اردو جاننے والوں امیدواروں کے لیے اچھے مواقع ہیں۔ سرکاری ادروں میں بھی پہلے کے مقابلے زیادہ ملازمت کے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ اردو ٹائپنگ، اردو شارٹ ہینڈ اور کمپیوٹر آپریٹر کے طور پر بھی روزگار کے اچھے مواقع ہیں۔ آج ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم احساس کم تری سے باہر نکلیں۔ ہم یہ سوال نہ قائم کریں کہ ہم اردو پڑھ کر کیا کر سکتے ہیں بلکہ ہمیں یہ سوال قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اردو پڑھ کر کیا نہیں کر سکتے ہیں۔

اردو کے فروغ کے امکانات تبھی روشن ہو سکتے ہیں جب ہم خود اردو والے اردو کے تعلق سے بیدار ہو جائیں۔ حکومت اردو زبا کی ترویج و اشاعت کے لیے جتنے بھی اقدامات کرے لیکن اہل زبان کی جزباتی وابستگی اور کوشش کے بغیر اردو زبان کا فروغ مشکل ہے۔ ہم اردو والوں کو زبان کے فروغ کے لیے ایک دوسرے کلطا رکرنے کی بجائے ہم سے انفرادی یا اجتماعی طور پر ہم سے جتنا بھی ہو سکے عملی طور پر ضرو ور کرنا چاہیے۔ آج کل ایک اصطلاح "اردو والے" عام ہو رہے ہیں۔ آخر یہ اردو والے کون ہیں؟ اس تعلق سے پروفیسر فضل اللہ مکرم لکھتے ہیں:

" اردو زبان، کے اتنے مسائل نہیں ہیں جتنے اہل زبان، کے مسائل ہیں، سب سے بڑا مسئلہ آپسی

IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL

Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal

Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN 2455-4375

صرف اردو ٹیچر، لیکچرر اور پروفیسر زہیں۔ جب کہ ایسا ہر گز نہیں۔ اردو والوں سے مراد وہ تمام لوگ

جن کی مادری زبان اردو ہے۔ حد تو یہ ہے کہ کچھ احباب اردو میں سائنس اور سماجی علوم پڑھاتے ہیں

مگر خود کو اردو والا نہیں سمجھتے۔۔۔۔! اس خام خیال کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم خود کام نہیں کرتے

مگر کام کرنے والوں کو للکارتے ہیں۔۔ اپنے کام دوسروں کے نام کر دیتے ہیں۔ جب تک ہم اپنی

زبان اردو کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک ہم اردو تہذیب و ثقافت سے علیحدہ ہونا خود کی شناخت

اور انفرادیت کو ختم کرتا ہے۔ اردو زبان ہے تو ادب ہے اور تہذیب و ثقافت ہے اور ہماری شناخت، ورنہ کچھ نہیں۔ "

(قومی زبان: اکتوبر 2020، صفحہ۔۸۔۷)

آج اگر ہمیں اردو زبان اور ہماری تہذیب کو زندہ رکھنا ہے تو اس کے لیے نہ صرف بیدار ہونے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے عشق کرنے کی ضروت ہے۔ ایسا عشق جس میں جس میں صرف لٹانے کی فکر ہو اور پانے کی کوئی تمنا نہ ہو۔ اردو زبان سے ہمارا عشق اس دلت مراٹھی عورت جیسا ہو جو پڑھی لکھی نہ ہونے کے باوجود صرف اپنی زبان کی حفاظت کے لیے بلاناغہ مراٹھی اخبار خریدتی تھی۔ جس کا ذکر مشہور عالم دین مولانا عبدالکریم پاریکھ نے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"ان کے گھر میں صفائی کرنے والی ملازمہ دلت تھی۔ ایک دن وہ دلت سماج کا

تازہ مراٹھی اخبار لے کر آئی۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم پڑھنا جانتی ہو؟ اس نے

کہا نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم یہ اخبار کیوں لائی ہو؟ وہ بولی کہ میں اسے خریدتی

ہوں، یہ میری قوم کا اخبار ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک دلت عورت پڑھی لکھی نہ ہونے کے باوجود اپنی زبان اور قوم کی ترقی کے تعلق سے کس قدر فکر مند ہے۔ لیکن یہ ذوق و شوق ہم اردو والوں میں خال خال ہی نظر آتا ہے۔ اس لیے اگر ہم اپنی زبان، قوم اور تہذیب کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں خود فکر مند ہونا چاہیے۔ اور پابندی سے اخبارات و رسائل خرید کر پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

IMPACT FACTOR
5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN
2455-4375

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو کے فروغ کو مزید بہتر کرنے کے لیے نہ صرف ذاتی طور پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں مستقبل کے لیے لائحہ عمل بھی تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر ہم کون کون سے اقدامات کریں جس سے اردو زبان کے فروغ کے امکانات مزید روشن ہو جائیں۔ میرے خیال سے اگر مندرجہ ذیل نکات پر توجہ دی جائے تو اردو کا مستقبل ضرور تابناک ہو سکتا ہے۔

پرائمری سطح سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کی سہولت کا کا انتظام اردو زبان میں ہونی چاہیے۔

اردو کے لیے جو نصاب تیار کیا جائے اس میں موجودہ زمانے کی ضروریات اور جدید انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کے مطابق مواد ہونا چاہیے۔

اردو کی نئی بستیوں کی نشاندہی کر کے اس کی رہنمائی کی جائے۔

ہر شہر، گاؤں اور قصبہ میں اردو کی تعلیم کا معقول انتظام کیا جائے۔

اردو زبان میں فاصلاتی نظام تعلیم کا مناسب انتظام کیا جائے۔

مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے لیے اردو زبان میں بھی کتابیں دستیاب کرائی جائیں۔

عام لوگوں کو اردو سے جوڑنے کے لیے اردو میں شعر و ادب کے علاوہ معلومات عامہ کے موضوع پر بھی کتابوں کی اشاعت ہونی چاہئیے۔

شکوہ شکایت کا ہے ہمیں اپنے گھروں میں اردو کا ماحول تیار کرنا ہو گا تا کہ بچوں کے اندر اوائل عمری سے ہی اردو سے جذباتی لگاؤ پیدا ہو۔ اور یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ آج کل ایک اصطلاح "اردو والے" سے مراد

ہمیں اپنے گھروں میں پابندی سے اردو اخبارات، رسائل منگوانا چاہیئے۔ خاص طور پر ان میں بچوں کے رسائل بھی شامل ہونے چاہئیں بچوں کے اندر ابتدائی عمر سے ہی اردو سے دلچسپی پیدا ہو سکے۔ تا کہ

اردو کے فروغ کے لیے الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا وغیرہ کا استعمال بکثرت کرنا چاہئیے۔

اردو کے فروغ کے لیے نئے نئے ویبسائٹس اور ایپس کا بھی اسعمال کیا جا سکتا ہے۔

اس دور کے بچے موبائل فون کے بہت زیادہ شوقین ہیں اس لیے ان کی دلچسپی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان بچوں کے لیے اردو زبان میں بھی پروگرام بنانے چاہیے۔

وقت اور حالات کے مطابق اردو کی تمام چیزوں کو ڈیجیٹلائزڈ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

پی۔ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالرس کے لیے یونورسٹی گرانٹ کمیشن نے دوران تحقیق کم از کم دو سمینار اور دو تحقیق مقالوں کا ریسرچ جنرل میں ا
شاعت ضروری قرار دیا ہے۔اسی طرح خاص طور سے ان ریسرچ اسکالرس، جنھیں اسکالر شپ مل رہے ہیں۔ان کے لیے چند اخبار ور سائل کی ممبر
شپ بھی لازمی کیا جاسکتا ہے۔

محمد منظر حسین(MD MANZAR
HUSSAIN)

اسسٹنٹ پروفیسر(Assistant Professor)

پوسٹ گریجویٹ شعبہ اردو(P.G. Deratment of Urdu)

مولانا آزاد کالج، کولکاتا(Maulana Azad College, Kolkata)

e-mail: mdmanzarhussain@gmail.com

Mobile No.: 9883874711